Policy Journal of Social Science Review

Online ISSN 3006-4635

Print ISSN 3006-4627

Vol. 4 No. 4 (2026)

Iqbal and Modern Scientific Theories

اقبال اور مغربی تمدنی استعمار

[1]Dr. Uzma Noreen

[1]Lecturer, Urdu Department G.C Women University, Sialkot

Abstract

Western civilization refers to the civilization that emerged in Europe over the past four hundred years. It began in the 16th century AD when Eastern Europe was occupied by the Turks. Greek and Latin scholars fled from there and spread to Western Europe. Europe, which had previously been wandering in the darkness of ignorance, was awakened by the influence of these scholars and by the knowledge of Muslims after the Christian conquest of Spain. This was the time when scientific progress began in Europe. New inventions were made, which not only cured the backwardness and ignorance of Europe. Rather, European nations set out to find new markets, and their greedy eyes were on the countries of Asia and Africa. England, France, Portugal and Holland took the lead and began to capture the newly created countries, first economically and then in this way. In this way, in a short period of time, these nations conquered most of the countries of Asia and Africa and introduced their civilization there. This tradition began with the liberalism and rational thinking brought by Greek sciences. The reason for Iqbal's opposition to Western civilization is political. In Iqbal's time, there were two types of people in India. One was those who looked at everything in Western society with hatred. This was a class of conservatives who were proud of their civilization, whether good or bad. The other class considered themselves enlightened and considered imitating the West as the pinnacle of their lives. Especially those who had come from Europe were dazzled by the glare of the West. Yes, among them were people like Iqbal who did not come back from the West in awe. Rather, they returned home with a clear view of its virtues and shortcomings. But the number of such people was like salt in flour. When the people who were fascinated by the West returned home, they saw every corner of the West as paradise. Iqbal was not only saddened that India had accepted the slavery of the British, but he was also saddened that the entire Islamic world had fallen victim to the greed of European nations. This filled Iqbal's heart with feelings of hatred against Western civilization, otherwise Iqbal would have praised its bright aspects here and there.

Keywords: Iqbal's opposition, Western civilization, Turks, Greek, Latin, British, Christian, Spain, India.

Article Details:

Received on 14 Feb, 2026

Accepted on 30 March, 2026

Published on 01 April, 2026

Corresponding Authors*

Policy Journal of Social Science Review
Online ISSN Print ISSN
3006-4635 3006-4627
Vol. 4 No. 4 (2026)

اقبال کی پیدائش ایک ایسے دور میں ہوئی جب ہندوستان مغربی استعمار کی غلامی تلے دبا ہوا تھا۔ وہ ہندوستان کے حاکم تھے اور اپنی پوری سیاسی، تہذیبی، فکری اور فوجی قوت کے ساتھ اس خطے پر قابض تھا۔ اس طرح جب اقبال نے شعور کی آنکھ کھولی اور اپنا تعلیمی سفر شروع کیا تو وہ بھی اسی مغربی سامراج کے زیرِ سایہ کیا اور انگریزوں کے قائم کردہ اداروں میں پڑھا۔ یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ اقبال کے ایک استاد پروفیسر آرنلڈ کا تعلق بھی اسی قوم سے تھا جس کی وجہ سے وہ یورپ گئے اور وہاں سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ وہاں سے انھوں نے مغربی علوم اور جدید فلسفہ و ادب کے مطالعے، عقلی، فکری اور سیاسی تحریکوں سے واقفیت بھی حاصل کرلی۔ یوں انھوں نے مغرب کی تمدنی ترقی کو بہت قریب سے دیکھا۔ اگرچہ انھوں نے "درس حکیمان فرنگ" سے اپنی ذہنی و علمی استعداد تو بڑھالی مگر انھیں اس بات کا بھی اندازہ ہو گیا کہ مغربی علم و دانش کے پیچھے کو کم بصیری اور نارسائی کا شدید طوفان چھپا ہوا ہے۔ وہ کہتے ہیں:

نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیبِ مغرب کی
یہ صناعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے (۱)

ایک اور جگہ وہ یوں کہتے ہیں:

اقبال کو شک اس کی شرافت میں نہیں ہے
ہر ملک میں مظلوم کا یورپ ہے خریدار (۲)

اقبال کے ہاں مغربی تہذیب کے حوالے سے نکتہ چینی ملتی ہے اور مسلم معاشرے کو ان کے مضر اثرات سے بچنے کی تلقین کی ہے۔ اگرچہ بعض ناقدین اقبال کی مغرب پر اس تنقید کے مخالف ہیں مگر یہ شاید ان کی کم علمی ہے۔ اس حوالے سے معروف اقبال شناس خلیفہ عبدالحکیم یوں لکھتے ہیں:

"اقبال کے ہاں مغربی تہذیب کے متعلق زیادہ تر مخالفانہ تنقید ملتی ہے۔ اور یہ مخالفت اس کے رگ و پے میں اس اس قدر رچی ہوئی ہے کہ اکثر نظموں میں جا و بے جا ضرور اس پر ایک ضرب رسید کرتا ہے۔ (۳)"

حالاں کہ یہ سطحی سوچ ہے کہ اقبال ان کے مخالف تھے۔ وجہ یہ ہے کہ اقبال نے مغرب کے ان پہلوؤں کی تنقید کی ہے جو ان کی نظروں میں مسلمانوں کے لیے مضر تھے۔ اقبال نے خود بھی اس بات کی وضاحت کی تھی کہ اسلامی تہذیب و تمدن کے مقابلے میں میری مغرب پر تنقید اسی وجہ سے ہے کہ ان کے ہاں مشرقی اقدار سے روگردانی ملتی ہے اور یہ کہ میری ان باتوں سے یہ خیال نہ کیا جائے کہ میں مغربی تہذیب کا مخالف ہوں۔ دوسرا یہ کہ اسلامی تاریخ کے ہر مبصر کو لامحالہ اس امر کا اعتراف کرنا پڑے گا کہ ہمارے عقلی و ادراکی گہوارے کو جھلانے کی خدمت مغرب نے ہی انجام دی ہے۔

اقبال کی مخالفت کی وجہ سیاسی بھی ہے۔ کیوں کہ اقبال کے زمانے میں ہندوستان میں دو قسم کے لوگ تھے۔ ایک وہ جو مغربی معاشرے کی ہر چیز اور ہر بات کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے، یہ لوگ قدامت پرست تھے۔ جب کہ دوسرا طبقہ وہ تھا جو مغرب سے پڑھ کر آیا تھا اور ان کی آنکھیں وہاں کی چکاچوند سے چندھیائی ہوئی تھیں اور ان کو مغرب کی ہر چیز میں اچھائی نظر آتی تھی۔ اقبال واحد شخص تھے جو مغرب کی خوبیوں اور خامیوں دونوں پر نظر رکھنے والے تھے۔ ان کو ہر حال میں مشرقی تہذیب سے ہی محبت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ان پر مغربیت کا رنگ چڑھ نہ سکا۔ وہ لکھتے ہیں:

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ فرنگ
سرمہ ہے میری آنکھ کا خاکِ مدینہ و نجف (۴)

اس سے ظاہر ہو رہا ہے کہ ان کی شخصیت داخلی طور پر تربیت و تہذیب یافتہ، منظم اور توانا تھی۔ان کو مغرب کا طمطراق، مادی آسائشیں اور چمل دمک متاثر نہ کر سکی۔وہ شخصی طور پر مغرب کے جتنے قریب ہوئے، ذہنی طور پر اتنے ہی دور ہوئے۔اس حوالے سے مولانا مودودی لکھتے ہیں:

"مغربی تعلیم و تہذیب کے سمندر میں قدم رکھتے ہوئے وہ جتنا مسلمان تھا، اس کے منجدھار میں پہنچ کر اس سے زیادہ مسلمان پایا گیا۔اس کی گہرائیوں میں جتنا اترتا گیا، اتنا ہی زیادہ مسلمان ہوتا گیا۔یہاں تک کہ وہ اس کی تہہ میں جب پہنچا تو دنیا نے دیکھا کہ وہ قرآن میں گم ہو چکا ہے اور وہ قرآن سے الگ اس کا کوئی فکری وجود باقی ہی نہیں رہا۔(۵)"

چوں کہ وہ ایک ایسے ماحول میں پروان چڑھا تھا جہاں اسلام کی بہترین روایات کی امانت گری لازمی تھی ۔اس وجہ سے وہ فطرتاً، طبعاً، افتاداً، ذہناً اور تربیتاً مشرقی اور اسلامی اصولوں پر پابند رہے۔اس وجہ سے وہ مغرب کو بھی یہ یاددہانی کرانے سے نہیں چوکتے :

تمھاری تہذیب، اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا، ناپائیدار ہو گا
جہانِ نو ہو رہا ہے پیدا، وہ عالم پیر مر رہا ہے
جسے فرنگی مقامروں نے بنا دیا ہے قمار خانہ
خبر ملی ہے، خدایاں بحر و بر سے مجھے
فرنگ، رہ گزر سیل بے پناہ میں ہے (۶)

اقبال مغربی تمدنی استعمار سے واقف ہو چکے تھے۔اس تہذیب کی پیروی کو مسلمانوں کے لیے زہرِ قاتل سمجھتے تھے۔انھیں پتا تھا کہ اس تہذیب کی پیروی مسلمان قوم کو تباہی کے دہانے پر پہنچادے گی۔وہ چشمِ بینا سے اس تہذیب کا نظارہ کر چکے تھے۔وہ مغرب کے تہذیبی زوال کے چشم دید گواہ تھے۔مغرب میں قیام کے دوران انھیں یہ احساس ہو چکا تھا اور ان کا یہ احساس کس قدر سچ پر مبنی تھا۔کیوں کہ ہم آج کی نسل کو دیکھ رہے ہیں جو مغرب کے رنگ میں رنگین ہو کر اپنی تہذیب بھلا چکے ہیں، جس کی وجہ سے ہم بربادی کے گڑھے میں گرتے جا رہے ہیں۔اس بات کا حوالہ وہ اپنے خط میں یوں دیتے ہیں:

"اس زمانے میں سب سے زیادہ بڑا دشمن، اسلام اور اسلامیوں کا، نسلی امتیاز و ملکی قومیت کا خیال ہے۔پندرہ برس ہوئے، جب میں نے پہلے پہل اس کا احساس کیا۔اس وقت میں یورپ میں تھا۔اور اس احساس نے میرے خیالات میں انقلابِ عظیم پیدا کر دیا۔حقیقت یہ ہے کہ یورپ کی آب و ہوا نے مجھے مسلمان کر دیا۔(۷)"

اس حوالے سے دیکھا جائے تو اقبال کی نظر میں یہ تین عناصر ایسے تھے جو دشمنانِ اسلام و ملت اسلامیہ سے مغرب کی وطنی و نسلی قومیت پرستی کے اختلاف میں سرفہرست تھے۔

۱۔ مغرب کی ملحدانہ مادہ پرستی
۲۔ علاقائی اور وطنی قومیت کا تصور
۳۔ لادین سیاست

Policy Journal of Social Science Review
Online ISSN 3006-4635 Print ISSN 3006-4627
Vol. 4 No. 4 (2026)

اگر ہم دیکھیں تو اقبال مغرب کی تمدنی و معاشرتی خوبیوں جیسے صفائی، کاروباری دیانت، وقت کی پابندی، محنت پیہم اور سلیقہ شعاری کے مداح رہے ہیں۔ ساتھ ساتھ وہ ان کی صنعتی ترقی، نت نئی ایجادات، روشنی علم و ہنر اور اختراعی و تخلیقی کاوشوں سے بھی متاثر ہوئے۔ مثلاً انھیں خطرہ تھا کہ :

نہ کر، افرنگ کا اندازہ، اس کی تابناکی سے
کہ بجلی کے چراغوں سے ہے، اس جوہر کی براقی (۸)

ایک اور جگہ یوں لکھتے ہیں۔

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوہ فرنگ
سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ و نجف (۸)

اسی طرح نظم "لینن" میں یوں تبصرہ کیا ہے:

یورپ میں بہت، روشنی علم و ہنر ہے — حق یہ ہے کہ بے چشمہ حیواں ہے یہ ظلمات
رعنائی تعمیر میں، رونق میں صنعا میں — گرجوں سے کہیں بڑھ کے، ہیں بینکوں کی عمارات
ظاہر میں تجارت ہے، حقیقت میں جوا ہے — سود ایک کا، لاکھوں کے لیے مرگِ مفادات
یہ علم، یہ حکمت، یہ تدبر، یہ حکومت — پیتے ہیں لہو دیتے ہیں تعلیم مساوات
بے کاری و عریانی و مے خواری و افلاس — کیا، کم ہیں فرنگی مدنیت کی فتوحات؟
وہ قوم کہ فیضان سماوی سے ہو محروم — حد اس کے کمالات کی ہے برق و بخارات
ہے دل کے لیے موت، مشینوں کی حکومت — احساس مروت کو کچل دیتے ہیں، آلات (۸)

اور یوں کہتے ہیں: لبالب، شیشہ، تہذیب حاضر ہے، مے لا سے

اقبال ان کی تہذیب کو گہرائی میں جا کر دیکھ چکے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان پر اصلیت ظاہر ہو گئی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اس خیرہ کن چمک دمک میں جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے۔ ان کے نزدیک الحاد جملہ برائیوں کی جڑ ہے۔ اس وجہ سے یورپ اخلاقی پستی میں جا گرا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ عہدِ جدید کا تمدن اور ترقی یافتہ انسان اخلاقی پستی کی اتھاہ گہرائیوں میں جا گرا ہے۔۔ کیوں کہ تجارتی ہتھکنڈوں نے انسان کو مادیت پرست بنا دیا ہے۔ جیسے مالیاتی اسکیمیں، سود، بیمہ، لاٹری، پرائز بانڈ، اشتہار بازی اور اب آن لائن کسی بھی طرح سے مال بنایا جائے۔ پیسا کمایا جائے۔ اس کے لیے ہر قسم کی مخرب اخلاق اشیاء کی مصنوعی طلب آفرینی، مضر صحت کی اشیا کی بھرمار نے پوری دنیا کو تباہی کو دہانے پر پہنچا دیا ہے۔ خدا، مذہب، اخلاق، رواداری، روحانیت، انسانیت اور سب کچھ پسِ پشت ڈال دیا گیا ہے۔ خدا فراموشی، لادینیت اور مادہ پرستی میں ہم اس قدر آگے بڑھ چکے ہیں کہ الاماں۔ کاروباری اغراض، معاشی مفادات اور نوآبادیاتی رقابتوں نے ہمیں کہیں کا نہیں چھوڑا۔ جس کی وجہ سے باہمی عداوتوں، نفرتوں، سازشوں، سیاسی بلاک اور منافقانہ معاہدوں نے ہماری اخلاقیات کو ایک طرف رکھ دیا ہے۔ اقبال اسی کو سب سے بڑا استعمار سمجھتے تھے۔ کیوں کہ اندرون "منافقت" اور بیرون "جمہوری تماشا" تھا مغرب۔ بقول ان کے :

چہرہ روشن، اندروں چنگیز سے تاریک تر

Policy Journal of Social Science Review
Online ISSN 3006-4635
Print ISSN 3006-4627
Vol. 4 No. 4 (2026)

اور۔۔

اللہ کو پامردیِ مومن پہ بھروسا
ابلیس کو یورپ کی مشینوں کا سہارا (۹)

وجہ یہ ہے کہ مغرب کا تصور "رائج الوقت تصورِ جمہوریت" اقبال کے حلق سے نہیں اترتا۔ مغرب کے لگائے ہوئے پودوں نے تخم دینا شروع کر دیا ہے جس کے نتیجے میں تہذیب، تمدن، ثقافت، کلچر، آزاد خیالی، لبرل ازم، انسانی حقوق، تحریک آزادی نسواں، جمہوریت، اشتراکیت، ورلڈ بنک، آئی ایم ایف، جدید ذرائع ابلاغ، نیو ورلڈ آرڈر، عالم گیریت، تعمیرِ نو، کوکا کولا، میکڈونلڈ، کے ایف سی، کرکٹ، فٹ بال اور طرح طرح کے حیلوں بہانوں اور لبھانے والے منصوبوں سے اہلِ مشرق کو مغربی یلغار کا سامنا ہے۔ اس سے ہم کیا سیکھ رہے ہیں؟ خود مغرب بھی قمار بازی، مے خواری، بے حجابی، زن تہی آغوش، عیش پرستی اور جنسی بے راہ روی کا شکار ہے۔ آزادیٔ نسواں نے خاندانی نظام پر کاری ضرب لگا دی ہے۔ اس طرح ان کے ہاں تہذیب کی ترقی کی وجہ سے بن بیاہی مائیں، اولڈ پیپلز ہوم اور مجہول النسب بچے پیدا ہو رہے ہیں۔

اقبال کے زمانے میں مغرب کی تمدنی اور استعماری یلغار نو آبادیاتی نظام کی وجہ سے تھی جس کی وجہ سے افریقہ اور ایشیا برطانیہ کے شکنجے میں تھے۔ وہ حیلوں بہانوں، شاطرانہ سیاست اور عیاری و مکاری کے ذریعے سے ان اقوام کو اپنے سامراجی ہتھکنڈوں تلے لا رہی تھیں۔ اس حوالے سے اقبال "پس چہ باید کرد" میں یوں گویا ہیں :

آدمیت زادناپیدا از فرنگ — زندگی ہنگامہ برچید از فرنگ
یورپ از شمشیر خود بسمل فتاد — زیر گردوں زنیم لادینی نہاد
گرگے اندر پوشین برہ — ہر زماں اندر کمینِ برہّ
مشکلات حضرتِ انسان از دست — آدمیت از غمِ پنہاں از دست

در نگاہش آدمی آب و گل است
کاروانِ زندگی بے منزل است (۱۰)

وجہ یہ تھی کہ مغرب کی ظاہر پرستی کا اقبال کو علم تھا۔ وہ ان کی حیلہ نازیوں سے بھی واقف تھے اور ان کے طاغوتی ہتھکنڈوں سے بھی۔ ان کو یہ بات معلوم تھی کہ یورپ کی چکا چوند کے پیچھے جو چنگیزی سوچ کار فرما ہے وہ سب کو اپنے ساتھ بہا کر لے جائے گا۔ وہ جانتے تھے کہ اس عیاری و مکاری سے یورپ کے حیلہ گر ایشیا اور افریقہ کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرنے سے دریغ نہیں کریں گے۔ یہی وجہ تھی کہ ایشیا کو مغرب کی تہذیبی اور تمدنی یلغار کا سامنا تھا۔ اس حوالے سے ان پر اقبال کی تنقید انتہائی جرأت مندانہ تھی۔ یہی اقبال کا کارنامہ ہے۔ اس ضمن میں ابوالاعلیٰ مودودی کے یہ الفاظ ملاحظہ ہوں :

"سب سے اہم کام جو اقبال نے انجام دیا۔ یہ تھا کہ انھوں نے مغربیت اور مغربی مادہ پرستی پر پوری قوت کے ساتھ ضرب لگائی۔ (اس سے) مسلمانوں پر مغرب کی جو مرعوبیت طاری تھی، وہ کافور ہونے لگی، اور واقعہ یہ ہے کہ اس مرعوبیت کو توڑنے میں اکیلے اقبال کا کارنامہ سب سے بڑھ کر ہے۔" (۱۱)

اس کے بعد اقبال تو ۱۹۳۸ء میں فوت ہو گئے مگر بعد میں ان کی یورپ کے حوالے سے کی گئی باتیں سچ ثابت ہوئیں۔مثلاً دوسری جنگِ عظیم کے ذریعے مغربی سامراجی طاقتوں نے جو تباہی پھیری اسی نے پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا۔اسی طرح ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹم بم برسائے گئے جو پوری انسانیت کا قتل تھا۔اس سفاکی کی وجہ سے امریکہ کی پیشانی پر سیاہ داغ ہمیشہ لگا رہے گا۔اس کے باوجود وہ اس پر شرمندہ نہیں اور آج بھی اس کے وہی لچھن ہیں جو اسلامی ممالک کے خلاف وہ اپنائے ہوئے ہے۔اقبال نے کہا تھا:

در جینیوا،چیست غیر از مکر وفن   صید تو،این میش و آں نخچیر من

نکتہ ہا کو می نہ گنجد در سخن   یک جہاں آشوب و یک گیتی فتن   (۱۲)

پاکستان بننے کے بعد یہاں کے حکمرانوں اور ریاستی اداروں کے ساتھ مل کر مغرب نے جو کچھ کیا وہ بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ ہم ابھی تک ان کے غلام ہیں۔انھوں نے مسئلہ کشمیر کو بھی کبھی حل کرنے میں دلچسپ نہیں لی۔ساتھ ساتھ ایران و عراق جنگ کروائی جو پندرہ سال جاری رہی۔عربوں اور اسرائیل کی جنگ کروائی۔یعنی مسلمانوں کے خلاف بر سرِ پیکار ہے۔مشرقِ وسطیٰ میں تیل کی دولت کا فرنگیوں نے یہ تدبیر کھینچ لی۔بعد میں بوسنیا کے مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ کیا گیا،وہ بھی ایک اور سیاہ باب ہے۔بعد ازاں روس کے ذریعے افغانستان میں اور پھر امریکہ خود بھی افغانستان پر نائن الیون کے بہانے چڑھ دوڑا۔پاکستان اور بھارت کو کارگل میں پھنسایا۔بعد میں پاکستان کے ذریعے اسی کارگل میں شکست کا اعلان کروا کر ہمارے ریاستی اداروں کی کمزوری دکھائی گئی۔پاکستان کے سیکورٹی اداروں نے شکست تسلیم کر لی۔پھر پاکستان کے ایٹمی دھماکوں کے بعد ہم پر اقتصادی پابندیاں لگا کر ہمارا جو حشر کیا گیا وہ بھی کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔ہمارے حکمرانوں نے بھی امریکہ کی چاپلوسی میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔اس طرح فلسطین میں یہودیوں کی آبادکاری کے ذریعے سے مسلمانوں میں بے قراری پائی گئی۔اب بھی مسلمانوں کے خلاف عراق،ایران،کشمیر،فلسطین،افغانستان اور اپنے وطنِ عزیز پر ایسے حکمران مسلط کیے گئے ہیں جو اپنی عوام سے زیادہ مغربی تمدنی استعمار کے آگے لیٹ کر میر جعفر اور میر صادق کا کردار ادا کر رہے ہیں اور یوں ملک و قوم کا سودا کر کے اپنے مغربی آقاؤں کی غلامی کر رہے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ اقبال نے جو آج سے سو سال پہلے محسوس کر کے ہمیں خبردار کر دیا تھا وہ آج بھی ہمارے لیے راہ نما کا فریضہ انجام دے رہا ہے جو کچھ اقبال نے ہمیں بتایا تھا وہ آج سچ ثابت ہو رہا ہے۔لیکن ہم آج بھی اُن کی بات کو ذہن میں نہیں لا رہے۔ماضی قریب میں ایران اور سوڈان کے حکمرانوں نے امریکی چنگل سے نکلنے اور ان کو آنکھیں دکھانے کی سعی کی ہے۔ترکی کے وزیرِ اعظم نجم الدین اربکان نے بھی اپنے مختصر عرصہ حکمرانی میں مغرب کو آنکھیں دکھائیں مگر لادینی قوتوں نے انھیں رخصت کر دیا۔پاکستان میں بھی ایک ایسا حکمران آیا جو امریکہ کو Absolutely not کہنے کی جرات میں جیل میں چلا گیا اور بعد میں امریکی پچھے اقتدار میں لائے گئے جو عوام کے مینڈیٹ سے نہیں بلکہ امریکی آشیر باد سے ہم پر زبردستی مسلط کیے گئے ہیں۔افسوس کی بات تو یہ ہے کہ ہمارے ریاستی ادارے بھی مغربی ایجنڈے پر عمل پیرا ہیں۔ایسے ادارے جنھیں ہم اپنے نجات دہندہ سمجھ رہے ہیں وہ ان کا ساتھ دے رہے ہیں۔

مجموعی طور پر یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ اقبال نے مغربی تمدنی استعمار کے حوالے سے جو کچھ کہا تھا وہ سو فی صد سچ نکلا۔وہ اپنی حکمت و دانائی سے اپنے مغربی آقاؤں کی نیت کو بہت پہلے ہی بھانپ کر اپنی قوم کو اس کے مضر اثرات سے آگاہ کر چکے تھے۔

حوالہ جات

۱۔ علامہ اقبال، کلیاتِ اقبال، (اردو)، شیخ غلام علی اینڈ سنز، پبلشرز، لاہور، ۱۹۷۸ء، ص ۱۹۸

۲۔ ایضاً، ص ۲۷۸

۳۔ خلیفہ عبدالحکیم، فکرِ اقبال، بزمِ اقبال، کلب روڈ لاہور، ۱۹۸۴ء، ص ۸۷

۴۔ علامہ اقبال، کلیاتِ اقبال، (اردو)، ص ۴۰

۵۔ مولانا مودودی، حیاتِ اقبال کا سبق، مشمولہ، جوہر اقبال نمبر، مکتبہ جامعہ، دہلی، ۱۹۴۰ء، ص ۶۵۔۶۶

۶۔ علامہ اقبال، کلیاتِ اقبال، (اردو)، ص ۱۳۰۔۱۴۰۔۶۹

۷۔ محمد اقبال، انوارِ اقبال، اقبال اکادمی، لاہور، ۱۹۹۹ء، ص ۱۷۶

۸۔ علامہ اقبال، کلیاتِ اقبال، (اردو)، ص ۱۰۷، ۵۸، ۷۱

۹۔ ایضاً، ص ۳۱۳

۱۰۔ محمد اقبال، مثنوی، پس چہ باید کرد، ص ۴۳

۱۱۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی، اقبال اور پاکستان، کنول آرٹ پریس، لاہور، ۱۹۷۰ء، ص ۸۷

۱۲۔ محمد اقبال، مثنوی، پس چہ باید کرد، ص ۴۵